© rasailojaraid.com

وہ ارشاد وہدایت کا پیغام سُنائے، اور قوم اُس کو کاذب وجھوٹا کہے، وہ حق کی منادی کرے اور قوم اُس کو مجنون بتائے، وہ خدا کی سچی راہ دکھائے اور قوم اُس کو ساحر کا خطاب دے، وہ دین و دنیا کی فلاح ونجاح کی راہ دکھائے، اور قوم اُس کا مذاق اُڑائے، اُس کو طرح طرح کی تکالیف وایذار پہنچائے، لیکن اُس محسن اعظم، رہبر کامل، صاحب الرشد والهدیٰ کو دیکھیے کہ وہ نہ قوم پر غضبناک ہوتا ہے نہ اُس کو بددعائیں دیتا ہے بلکہ اس کے برعکس اس رنج وغم میں جان گھلائے دیتا ہے کہ میری گمراہ قوم کیوں ہدایت کی طرف نہیں آتی اور ظلمت شرک وکفر سے نکل کر نورِ ایمان سے کیوں فائدہ نہیں اُٹھاتی۔

قل ما اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین ﴿۸۶ / ۳۸﴾ اے نبی کہدے کہ میں اس (ارشاد وہدایت) پر تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتا اور میں بناوٹی آدمیوں میں سے نہیں ہوں۔

وہ تو اپنی قوم کی فلاح ونجاح میں اس درجہ مستغرق ہے کہ قوم کی ہر قسم کی ایذا دہی، دلآزاری کے باوجود اُس سے محبت، شفقت اور تواضع کے ساتھ بار بار یہ کہتا ہے کہ میں تم سے اپنی اس ہدایت فرمائی کی اُجرت نہیں مانگتا، تم کیوں شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہو، میں نہ بناوٹ کرتا ہوں نہ لگاوٹ نہ اُجرت کا خواہشمند ہوں نہ عوض کا طلبگار ہیں تو قوم کی فلاح کا دردمند ہوں اور اُن کی بہبود کا آرزومند۔

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحی الی ﴿۶ / ۵﴾ اے نبی کہدے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور میں غیب نہیں جانتا اور میں تم سے یہ بھی نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو بس اُسی پر چلتا ہوں جو میری طرف وحی کیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں نے تم سے کب یہ دعویٰ کیا کہ خدا کی خدائی کے تمام خزانے میرے قبضہ میں ہیں، میں تو غیب کا بھی مدعی نہیں ہوں اور نہ میرا دعویٰ فرشتہ ہونے کا ہے۔ میں تو خدا کی وحی کا پیغامبر، داعی، اور اُس کی راہ کا پکارنے والا ہوں، اور اُسی کی وحی کے زیر فرمان فرمانبردار ہوں۔ تم مجھ کو انسانی ہستی سے برتر ہونے اور خدائی کا مالک بننے کے مطالبے کر کے غلط راہ کی جانب کیوں جاتے ہو اور مجھ کو صرف خدا کا پیغمبر، رسول، اور ہادی سمجھ کر میرے کہے کو گوش دل سے کیوں نہیں سنتے۔

میں خزائن اللہ کا مالک نہیں ہوں بلکہ مالک خزائن السمٰوات والارض کا نبی ہوں، میں عالم الغیب نہیں ہوں بلکہ عالم الغیب کا رسول ہوں میں فرشتہ نہیں ہوں، بلکہ فرشتوں کے خالق کا پیغامبر ہوں۔ لہذا تم بھی وہی کہو جو میں کہتا ہوں، وہی باور کرو جو میں باور کراتا ہوں، اُسی کو عقیدہ وایمان بناؤ جو میں تم کو سکھاتا ہوں۔

لا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ	نیکی اور بدی برابر نہیں ہیں آپ عمدہ اخلاق کے ساتھ
ادفع بالتی ھی احسن فاذا	دشمنوں کی مدافعت کیجیے تاکہ وہ شخص کہ آپ کے اور
الذی بینک وبینہ عداوۃ	اس کے درمیان عداوت ہے آپ کے حسن خلق کو دیکھ
کانہ ولی حمیم (حم سجدہ)	کر، ایسا ہو جائے کہ گویا وہ دوست صادق ہے۔

تم بُرا کہو، ایذا پہنچاؤ، مذاق کرو ہنسی اُڑاؤ تم کو اختیار ہے مجھے تو میرے خدا نے یہ تلقین کر دی ہے کہ میں ہر بُرائی کا بدلہ بھلائی کے ساتھ دونگا، اور طعن وتشنیع، توہین وتذلیل کی شمشیر آبدار کا توڑ حسن اخلاق کی ڈھال سے ہی کرونگا، تم غصہ کروگے، میں صبر کرونگا، تم جہالت برتوگے میں حلم و بُردباری سے کام لونگا، تم ایذا پہنچاؤ گے میں عفو و درگزر کرونگا تم گالیاں دوگے، میں تمہاری ہدایت کے لیے دعائیں کرونگا۔ مجھ سے تو میرے خدا نے جبرئیل کے واسطہ سے یہ فرما دیا ہے:۔

تصل من قطعک وتعطی من حرمک	جو تیرے ساتھ رشتہ منقطع کرے پھر اُس کے ساتھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وتعفو عمن ظلمك ۔ جو تجھ سے توڑے تو اس کو جوڑنے کی کوشش کر اور جو تجھ کو محروم کرے تو اس پر نوازش و کرم کر اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اس سے عفو و درگزر فرما ۔

وما ارسلناك الا رحمة للعلمين ۔ اور ہم نے تجھ کو (اے نبی) تمام جہانوں کے لیے صرف رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے ۔

یہی وجہ ہے کہ جس طرح خدائے تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کو کسی خاص گروہ خاص جماعت اور خاص خطہ کے لیے مخصوص نہیں کیا بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ "رب العلمین" کی ربوبیت عامہ کے فیضان سے مستفیض ہے، اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق استفادہ کر رہا ہے ۔ اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات کو بھی اس نے کسی خاص گروہ، خاص جماعت اور خاص خطہ کے لیے نہیں بلکہ تمام عالم اور عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ۔ وہ "رب العلمین" ہے تو اس کا رسول "رحمة للعلمین" ہے ۔ اس کی پرورش کا دسترخواں دوست اور دشمن سب کے لیے یکساں بچھا ہے ۔

ادیم زمیں سفرۂ عام اوست ۔ بریں خوانِ یغما چہ دشمن چہ دوست

تو اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن رحمت بھی دوست دشمن دونوں پر سایہ فگن ہے ۔

آئیے مکارم اخلاق کی فہرست پر ایک نظر ڈالیں اور چشم بصیرت سے دیکھیں کہ "انسان کامل" نے علمی و عملی طریقوں سے ان کے بارہ میں کس طرح ہماری رہنمائی فرمائی ہے ۔

کظم غیظ، یا غصہ پر قابو

والکاظمین الغیظ

اور غصہ کو پی جانے والے

عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ليس الشديد بالصرعة انما الشديد الذی يملك نفسه

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ بہادر وہ نہیں ہے جو اکھاڑے میں پہلوانوں کو پچھاڑ دیتا ہو، اصل بہادر وہ ہے جو غضب و غصہ کے وقت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عند الغضب (بخاری)	نفس پر قابو رکھے۔
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال علمنی شیئًا ولا تکثر علی لعلی اعیہ قال لا تغضب فردد ذلک مرارًا کل ذلک یقول لا تغضب	حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ مجھ کو کچھ تعلیم دیجیے مگر زیادہ باتیں نہ ہوں تاکہ اسے یاد کر لوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا "غصہ کبھی نہ کرنا" بار بار آپ نے یہی ارشاد فرمایا۔
بخاری (التاج الجامع للاصول)	

ایک بدوی حاضر خدمت ہوا، آپ کھڑے ہوئے تھے اس نے فوراً اپنی چادر کا پھندا بنا کر گلوئے مبارک کو اینٹھنا شروع کر دیا گردن اور گلے کی تمام رگیں پھول گئیں اور تکلیف سے تمام گردن سرخ ہوگئی۔ اور کہنے لگا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ان دو اونٹوں کو جنس سے لاد دے یہ مال (بیت المال کا مال) تیری اور تیرے باپ کی ملکیت نہیں ہے۔ آپ نے نرمی سے فرمایا کہ جب تک تو مجھے نہ چھوڑ دے میں تیری بات پوری نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا میں اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک اپنی بات پوری نہ کرالوں۔ بعض صحابہ یہ دیکھ کر ضبط نہ کر سکے، اور دوڑے کہ اس کو سختی سے ہٹائیں مگر آپ نے روک دیا اور فرمایا کہ میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ میری اجازت کے بغیر کوئی اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھے۔ پھر آپ نے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا کہ اس کے دونوں اونٹوں کو جو اور کھجوروں سے لاد دو[1]۔

علاج عن ابی ذر قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لنا اذا غضب احدکم وھو قائم فلیجلس فان ذھب عنہ الغضب والا فلیضطجع (ابوداؤد)	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آجائے تو اگر کھڑا ہے بیٹھ جائے، اگر ایسا کرنے سے غصہ جاتا رہے فبہا ورنہ تو لیٹ جائے

[1] بخاری، مسلم، ابوداؤد۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعنی غضب وغصہ فرو کرنے کا بہترین علاج یہ ہے کہ جس حالت میں غصہ پیدا ہو گیا ہے اُس کو تبدیل کردے اور مجلس بدل دے اور دوسری جگہ اس کا علاج یہ بتایا:-

فاذا غضب احدکم فلیتوضاء جب تم میں سے کسی کو غصہ آجائے تو وضو کرنے لگے (ابوداؤد)

عفو و درگذر خذ العفو (اعراف) عفو و درگذر اختیار کرو۔

فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ الآیہ
پس جس شخص نے درگذر کی اور درست کاری اختیار کی اُس کا اجر و ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال و ما زاد اللہ عبداً بعفو الا عزاً (رواہ) العفو لا یزید العبد الا عزا فاعفوا یعزکم اللہ (مسلم، ترمذی)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے عفو و درگذر کرنے والے کو ہمیشہ عزت دیتا ہے لہٰذا تم عفو کی عادت ڈالو تم کو خدا بیش از بیش عزت سے سرفراز کریگا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا اور ہمیشہ عفو و درگذر ہی کو پیش نظر رکھا البتہ اگر احکام الہی کی کسی نے تذلیل کی تو پھر اُس کو سزا دیے بغیر نہ چھوڑا[1]۔

زید بن سعنہ نے اسلام لانے سے قبل یہودیت کی حالت میں ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرض دیا، اور پھر وقت مقررہ سے پہلے ہی آکر تقاضا شروع کر دیا، آپ نے عذر فرمایا تو ہر قسم کی تہتک آمیز گفتگو شروع کر دی، حضرت فاروق اعظم غصہ میں بیتاب ہو گئے اور فرمانے لگے "خدا کے دشمن تو رسولِ خدا کی جناب میں گستاخی کرتا ہے"۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنستے ہوئے ارشاد فرمایا "عمر! مجھ کو تم سے کچھ اور اُمید تھی، تم کو چاہیے تھا کہ اس کو نرمی سے نصیحت کرتے، اور مجھ سے اُس کے قرض

[1] بخاری جلد ۲ کتاب الادب۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی ادائیگی کے لیے کہتے یہ صاحب حق ہے اس کو کہنے کا حق ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ قرضہ ادا کر کے بیس صاع کھجور اور زیادہ دیدو۔[1]

مکہ معظمہ کا بچہ بچہ آپ کا دشمن تھا، آپ کے اصحاب کا دشمن تھا، آپ کے دین مشن کا دشمن تھا، تاریخ شاہد ہے کہ کوئی اذیت و تکلیف نہ تھی جو اُن کے ہاتھوں آپ کو نہ پہنچی ہو لیکن یہ اُسی ہستی کی شان تھی کہ جب مکہ معظمہ فتح ہوا اور مشرکین کے لیے شکست کے بعد کوئی جائے پناہ باقی نہ رہی تو اب ذات قدسی صفات کے عفو و کرم ہی پر نگاہ تھی۔ آپ نے ان قیدیوں کی طرف نگاہ کرم اُٹھائی اور تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء (بخاری) — آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔

راست گوئی

کونوا مع الصادقین (توبہ) — راست گفتاروں کے ساتھ ہو جاؤ۔

علیکم بالصدق فان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنۃ (بخاری ومسلم) — راست گفتاری کو لازم کرلو اس لیے کہ راست گفتاری بھلائی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور بھلائی جنت کی راہ دکھاتی ہے۔

راست گفتاری نبی و پیغمبر کی اولین صفت ہے یہ نہ ہو تو وہ نبی نہیں، کذاب ہے، مگر آپ کی راست گفتاری کا اعتراف اُن دشمنوں تک کو تھا جو آپ کے مال، جان، اور آبرو تک کے دشمن تھے تاریخ شاہد ہے کہ اسی لیے اُن کو دوستوں نے ہی نہیں بلکہ دشمنوں نے "الصادق الامین" کا خطاب دیا۔

ابو جہل آپ سے کہا کرتا تھا کہ میں آپ کو جھوٹا نہیں کہتا لیکن آپ کی لائی ہوئی چیز کو صحیح نہیں باور کرتا۔ اسی پر قرآن عزیز کی یہ آیت نازل ہوئی:-

[1] بیہقی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قد نعلم انه لیحزنك الذی یقولون	ہم کو علم ہے اے نبی کہ تم کو ان کافروں کی باتیں
فانهم لا یکذبونك ولکن بآیٰت	رنجیدہ کرتی ہیں کیونکہ وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے البتہ
الله یجحدون (انعام)	یہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

وفاء عہد اوفوا بالعهد ان العهد کان مسئولا

عہد کو پورا کرو، اس لیے کہ عہد ذمہ داری کی چیز ہے۔

عن عبد الله بن الحمساء رضی الله	عبد اللہ بن حمساء کہتے ہیں کہ میں نے بعثت سے
تعالیٰ عنه قال بایعت النبی صلی	پہلے آپ سے کچھ خرید و فروخت کا معاملہ کیا کچھ آپ
الله علیه وسلم ببیع قبل ان یبعث	کا باقی رہ گیا تو میں نے عرض کیا کہ آپ یہیں بیٹھیں
وبقیت له بقیة فوعدته ان آتیه	میں ابھی حاضر ہوتا ہوں آپ نے وعدہ فرمالیا،
بها فی مکانه فنسیت ثم ذکرت	میں اتفاق سے بھول گیا تین روز کے بعد واپس
بعد ثلاث فجئت فاذا هو مکانه	آیا تو دیکھا کہ وعدہ کے ایفاء کی خاطر وہیں بیٹھے ہیں
فقال یا فتی لقد شققت علیّ	مجھ سے ارشاد فرمایا بھائی تم نے بہت تعب میں
انا ههنا منذ ثلاث انتظرك (ابوداؤد)	ڈالا۔ حسب وعدہ تین دن سے اسی جگہ بیٹھا ہوں

اسی طرح کا ایک معاملہ ایک ضعیفہ کے ساتھ پیش آیا۔ اُس نے اپنے ایک کام کی خاطر یہ کہا کہ آپ اسی جگہ بیٹھے رہیں میں آتی ہوں۔ اور بھول گئی۔ آپ اسی طرح تین روز تک اُس کا انتظار کرتے رہے اور جب وہ آئی اور آپ نے اُس کے مقصد کو پورا کردیا تب وہاں سے تشریف لے گئے۔

غزوۂ بدر میں دو صحابی عین جنگ کے وقت حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم آپ کی مدد کے لیے آرہے تھے راہ میں مشرکین نے گرفتار کرلیا، ہم نے اُن سے کہا کہ ہم کو رہا کردو، اُنھوں نے یہ شرط لگائی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہمراہ ہوکر جنگ نہ کرینگے، ہم نے وعدہ کرلیا۔ اب ارشاد فرمائیے کہ ایسے وقت جبکہ مسلمانوں

ا ابن جریر طبری۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو ایک ایک نفر سے بڑی تقویت پہنچنے کی اُمید ہے ہم دشمنوں کے مقابلہ میں جنگ کریں یا وعدہ کا ایفاء کریں آپ نے فرمایا کہ تم ہرگز جنگ میں شریک نہ ہو اور وعدہ کا ایفاء کرو ہماری مدد کے لیے خدائے تعالیٰ کافی ہے[۱]۔

نرمی و مہربانی فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم۔ (پس اللہ کی مہربانی سے ہی تم اُنکو نرم خو مل گیا)

عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا عائشۃ ان اللہ رفیق یحب الرفق (الحدیث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور نرمی و مہربانی ہی کو پسند کرتا ہے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال خدمت اقدس میں رہ کر خدمتگذاری کی آپ نے مجھ کو کبھی نہیں جھڑکا اور نہ کسی کام کے نہ کرنے پر سوال یا تنبیہ کی[۲]۔ انتہاء حیاء کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی معاملہ پر ناگواری کا اظہار فرماتے تو کبھی زبانِ مبارک سے تیز و تند الفاظ ظاہر نہ فرماتے بلکہ مخاطبین آپ کے چہرۂ مبارک سے آپ کی ناراضی کا اندازہ لگا لیا کرتے تھے[۲]۔

ایک مرتبہ ایک بدوی نے مسجد نبوی میں پیشاب کر دیا۔ صحابہ دوڑے کہ اُس کو پکڑیں جھڑکیں اور ماریں۔ آپ نے اُن کو ایسا کرنے سے روک دیا، جب وہ فارغ ہوگیا تو اُس کو قریب بلایا اور نرمی سے فرمایا کہ مسجد اس کام کے لیے نہیں ہے، اور پھر صحابہ کو حکم دیا کہ اُس جگہ کو پاک کر دیں[۳]۔

تواضع ان اللہ اوحیٰ الیّ ان تواضعوا (الحدیث)

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ تواضع اختیار کرو۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ قد اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ وفخرھا

حضرت ابوہریرہ ناقل ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیۃ کا فخر و کبر کھو دیا ہے اور نسب کا فخر بھی مٹا دیا۔ اب

---

[۱] مسلم باب الوفاء بالعہد جلد ۳۔ [۲] طبرانی۔ مجمع الزوائد جلد ۹ [۳] بخاری جلد اول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بالآباء مؤمن تقی وفاجر شقی انتم	انسان نیکوکار مومن ہے یا نافرمان بدبخت۔ تم
بنو آدم وآدم من تراب (الحدیث) (ترمذی)	سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں
قال ان اللہ اوحی الی ان تواضعوا	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
حتیٰ لا یبغی احد علی احد ولا یفخر	نے مجھ پر وحی کی ہے کہ تواضع اختیار کرو، تا آنکہ
احد علی احد (مسلم)	نہ کوئی کسی پر سرکشی کرے اور نہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں فخر کرے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا اور اپنے اہل و عیال کا کام اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے تھے کپڑا خود سی لیتے تھے، جوتی خود گانٹھ لیتے تھے[1]

صحابہ کے مجمع میں کبھی نمایاں ہوکر نہ بیٹھتے[2]

ایک مرتبہ ایک شخص آپ کے سامنے لایا گیا، وہ جلال نبوت سے کانپ رہا تھا، آپ نے ارشاد فرمایا: اطمینان رکھو اور طبیعت کو درست رکھو، میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں، قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی[3]

اپنے نام میں زیادہ تعظیمی الفاظ کو بھی پسند نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے پکار کر کہا "یا خیر البریہ" اے مخلوق میں بہترین انسان" آپ نے فرمایا یہ شان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تھی[4]

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو میرے مرتبہ سے زیادہ نہ بڑھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو رسول بنانے سے پہلے بندہ بنایا ہے[5]

حُسنِ خلق

خالق الناس بخلق حسن (الحدیث)	لوگوں کے ساتھ حسن خلق کا معاملہ کرو۔
عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال	حضرت ابوذر غفاری ناقل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

۱ ترمذی و بخاری ۲ ابوداؤد، ابن ماجہ ۳ طبرانی، مجمع الزوائد جلد ۹ ۴ مسند احمد جلد ۱ ۵ طبرانی، مجمع الزوائد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جہاں بھی ہو خدا سے

اتق اللہ حیثما کنت واتبع السیئۃ ڈرتا رہو، اور بُرائی کا بدلہ ہمیشہ بھلائی سے دیا

الحسنۃ تمحھا وخالق الناس بخلق کرا ور لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آیا کر

حسن (ترمذی)

معمول تھا کہ جب کسی سے ملاقات ہوتی ہمیشہ پہلے خود سلام کرتے اور مصافحہ کو ہاتھ بڑھاتے اور اُس وقت تک ہاتھ نہ ہٹاتے جب تک وہ خود نہ ہٹا لے[1]

ایک مرتبہ سعد بن عبادہ سے ملنے تشریف لے گئے واپس ہوئے تو اُنھوں نے اپنے لڑکے کو ہمرکاب کر دیا، جب آپ روانہ ہوئے تو قیس سے فرمایا کہ تم بھی پیچھے سوار ہو جاؤ۔ اُنھوں نے پاس ادب سے عذر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یا ساتھ سوار ہو کر چلو یا واپس جاؤ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں سوار رہوں اور تم پیادہ چلو قیس نے واپس ہونا پسند کیا[2]

ہمیشہ شگفتہ پیشانی سے بات چیت فرماتے۔ دل شکنی کبھی نہ فرماتے، متانت و وقار کو کبھی ہاتھ سے نہ دیتے[3]

جب کبھی کسی کو کسی عیب پر تنبیہ فرماتے محفل میں کبھی اُس کو مخاطب نہ فرماتے کہ وہ محجوب نہ ہو بلکہ عام بات کہہ کر نصیحت فرماتے اور صاحب معاملہ خود سمجھ کر اُس سے تائب ہو جاتا[4]۔

عدل | ان اللہ یأمرکم بالعدل والاحسان (بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم کو انصاف اور حسن سلوک کا حکم فرماتا ہے)

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ حضرت ابوہریرہ ناقل ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم قال سبعۃ یظلھم اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سات اشخاص

فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اُس دن اپنے سایہ میں

[1] ترمذی [2] ابوداؤد کتاب الادب [3] شمائل ترمذی [4] التاج الجامع للاصول جلد ۵۔ کتاب البر والاخلاق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الامام العادل (الحدیث) لیگا جس روز اُس کے سایۂ رحمت کے سوا کہیں

(بخاری ومسلم) سایہ نصیب نہ ہوگا ان میں سے ایک شخص منصف

حاکم ہے۔

ایک مرتبہ آپ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص آکر مُنہ کے بل آپ پر گر گیا۔ دستِ مبارک میں ایک لکڑی تھی اُس سے آپ نے اُس کو ٹھوکا دیا، لکڑی کا سرا اتفاقاً اُس کے مُنہ میں لگ گیا، اور اُس سے خراش آگیا۔ آپ نے باصرار فرمایا کہ تم مجھ سے انتقام لے لو، مگر اُس نے عرض کیا، یا رسول اللہ میں نے معاف کر دیا[1]۔

جب وصال کا وقت آیا تو آپ نے اعلان فرمایا کہ جس کسی شخص کا میرے ذمہ کوئی حق ہو، مال جان، یا آبرو کسی قسم کا بھی ہو وہ اس دنیا ہی میں مجھ سے اپنا بدلہ لے لیوے۔ میرا مال، جان، اور آبرو اُس کے لیے حاضر ہے۔ تمام مجلس میں سناٹا چھا گیا، صرف ایک شخص نے چند دراہم کا مطالبہ کیا جو فوراً ہی ادا کر دیے گئے[2]۔

ایک مرتبہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کر لی، قریش نے چاہا کہ خاندان کی معزز عورت کا اگر ہاتھ کاٹا گیا تو سخت توہین کا باعث ہے۔ اس لیے کہ خاندان بھی معزز، عورت بھی معزز۔ حضرت اُسامہؓ سفارش کے لیے منتخب ہوئے۔ آپ سے جب اُنہوں نے سفارش کی تو چہرۂ مبارک سُرخ ہو گیا اور فرمایا کہ اُسامہ! اللہ تعالیٰ کی حُدود میں اور سفارش۔ اور پھر خطبہ دیا، فرمایا کہ پہلی قومیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ جب اُن میں سے کوئی معزز شخص جرم کرتا تو اُس کو عام سزا نہ دیجاتی، اور جب کوئی غریب وہی جرم کرتا تو اُس کو عام سزا دی جاتی[3]۔

جود وسخا السخی قریب من اللہ۔ (الحدیث) سخی اللہ سے قریب ہے۔

---

[1] ابوداؤد باب القود [2] روض الانف جلد ۲، سیرۃ ابن ہشام [3] بخاری کتاب الحدود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال السخی قریب من اللہ قریب من الجنۃ قریب من الناس بعید من النار والبخیل بعید من اللہ بعید من الجنۃ بعید من الناس قریب من النار ولجاھل سخی احب الی اللہ عز وجل من عابد بخیل (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ ناقل ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سخی اللہ سے قریب ہے جنت سے قریب، اور لوگوں سے قریب ہے، اور جہنم سے دور ہے، اور کنجوس اللہ سے دور، جنت سے دور، اور لوگوں سے دور رہے اور جہنم سے قریب ہے۔ اور بلاشبہ غیر تعلیم یافتہ سخی عبادت گذار بخیل سے خدائے تعالےٰ کے نزدیک زیادہ بہتر ہے۔

عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس و اجود الناس و اشجع الناس (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ صاحب حسن اخلاق، سخی اور بہادر تھے۔

عن جابر قال ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن شیٔ قط فقال لا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جود وسخا کا یہ حال تھا کہ جب کسی شخص نے آپ سے سوال کیا کبھی آپ نے "نہیں" نہیں فرمایا۔

کھانے پینے کی چیزوں میں معمولی سے معمولی چیز بھی تنہا نہ کھاتے بلکہ اصحاب کو ضرور شریک فرماتے۔ ایک مرتبہ عصر کی نماز میں مشغول تھے، فوراً بعد ہی مکان میں تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر میں واپس آئے، صحابہ نے تعجب سے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ تحریمہ کرتے ہوئے مجھے یاد آیا کہ گھر میں سونے

۱؎ مسلم جلد ۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی ڈلی پڑی رہ گئی ہے خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ ایک رات ایسی گذر جائے کہ گھر میں موجود ہو۔ فوراً جا کر اُس کو خیرات کیا تب باہر آیا[1]۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھیں۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کاش ایسا کرتیں کہ ورس گھانس کے کنگن بنا کر اور اُن کو زعفران سے رنگ کر ان کی بجائے پہن لیتیں[2]۔

ایثار معیشت نبوی یؤثرون علیٰ انفسھم ولوکان بھم خصاصہ

(وہ اپنی حاجتمندیوں کے باوجود اپنے نفسوں پر ایثار کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے شکایت کی کہ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں ٹھٹھ پڑ گئی ہیں، فلاں غزوہ میں کنیزیں آئی ہیں، اگر ایک کنیز ملجائے تو آسانی ہو، آپ نے سب سے پیاری سخت جگر سے فرمایا کہ میں تم کو ایسی چیزیں بتائے دیتا ہوں جو دنیا و آخرت دونوں میں تمہارے لیے بہتر ثابت ہو، پھر آپ نے سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر کی تسبیح بتا کر فرمایا کہ بعد نماز پڑھ لیا کرو[3]۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت زبیر کی صاحبزادیاں اور حضرت فاطمہؓ نے مل کر گذارش کی تھی کہ ہم کو کنیز ملجائے۔ آپ نے فرمایا کہ بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے ہیں وہ مقدم ہیں[4]۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ مدینہ تشریف لانے کے بعد بھی کبھی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تین دن مسلسل گیہوں کی روٹی پیٹ بھر نہیں ملی تا آنکہ آپ کی وفات ہوگئی[5]۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو کی روٹی دو دن مسلسل پیٹ بھر نہیں ملی[6]۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بھوک کی شکایت کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیٹ کھول کر دکھایا کہ ہر ایک کے ایک ایک پتھر بندھا ہوا ہے۔ تب نبی اکرم صلی اللہ

[1] بخاری باب الصلوٰۃ [2] مجمع الزوائد جلد ۹ [3] ترمذی [4] ابوداؤد [5] بخاری، تاج جلد ۵ [6] مسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علیہ وسلم نے اپنا شکم مبارک کھول کر دکھایا تو آپ کے دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم پر مہینہ مہینہ گذر جاتا تھا مگر ہمارے گھر میں آگ روشن نہ ہوتی تھی، صرف چھوارے اور پانی پر بسر اوقات ہوتی تھی۔ سوائے ایسے وقت کے کہ کہیں سے گوشت بطور ہدیہ و تحفہ کے آگیا ہو[۲]۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ نے مدت العمر کبھی چپاتی اور باقاعدہ بنا ہوا گوشت نہیں کھایا[۳]۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ آپ اکثر بوریے پر آرام فرماتے تھے جس کے نشانات جسد اطہر پر صاف نظر آتے تھے ہم نے ایک روز عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے لیے ایک نرم بچھونا کیوں نہ تیار کردیں۔ فرمایا مجھے دنیا کی ان رفاہیتوں سے کیا کام میں تو دنیا میں اُس مسافر کی طرح ہوں جو چلتے چلتے کسی درخت کے سایہ میں آرام کرنے لیٹ جائے اور پھر اُٹھ کر اپنی راہ لے اور سایہ کی راحت کو وہیں چھوڑ جائے۔

حضرت نعمان بن بشیر اپنے دوستوں سے کہا کرتے تھے کیا تم حسب مرضی کھانے پینے کی چیزیں مہیا نہیں پاتے، درآنحالیکہ میں نے تمہارے نبی، پیغمبر، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ کے پاس کبھی پیٹ بھر خشک اور ردی کھجوریں بھی نہ ہوتی تھیں[۴]۔

اور یہ سب کچھ ان حالات میں تھا کہ مدینہ طیبہ میں تشریف لانے کے بعد قیصر و کسریٰ کے خزانے بحرین و یمن کی دولت آپ کے سامنے ہر وقت پڑی رہتی، غلام و کنیزوں کی بہتات ہوتی، اور سونا، چاندی پانی کی طرح قدموں میں بہتا پھرتا، مگر آپ نے اپنے، اپنی چہیتی اولاد کے، اپنے اہل و خاندان کے لیے کبھی اُس سے فائدہ نہ اُٹھایا، اور ہمیشہ دوسروں ہی کو ترجیح دی۔

"خلق عظیم" میں سے یہ چند اخلاقی نمونے ہیں جو زیب قرطاس ہیں۔ رسالہ اس کا متحمل نہیں ہے

---

[۱] ترمذی [۲] ایضاً [۳] ایضاً [۴] مسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عذابِ الٰہی اور قوانینِ فطرت

مولانا حکیم ابو النظر رضوی امروہوی

قرآن نے اقوام وملل کے تاریخی واقعات کی روشنی میں ما فوق الفطرت ہستی کو نہ معلوم کتنی جگہ ثابت کیا ہے اور خصوصاً اُن واقعات کے ذریعہ جو دنیائے تاریخ کے لیے عبرتناک ہو سکتے تھے کہیں طوفان نے قوم کی قوم کو فنا کر دیا اور کہیں زلزلہ نے، کہیں رعد وبرق نے موت کی آغوش میں دیدیا اور کہیں دریا کی موجوں نے۔ نہ صرف اتنا ہی کیا گیا بلکہ اُن عبرتناک واقعات کی یاد تازہ کر سکنے کے لیے آثار وعلامات بھی باقی رکھے گئے۔ چنانچہ آثارِ قدیمہ کا ہر جدید اکتشاف قرآن کے دعاوی کا ایک بین ثبوت فراہم کرتا ہے۔

اس حد تک غالباً کسی کو اختلاف نہیں کہ ایسے واقعات ہوتے رہے ہیں لیکن اُن واقعات کے حقیقی اسباب اور نوعیت کے تعین میں ضرور نقطہائے نظر مختلف ہو گئے حقیقی اسباب کے متعلق میں یہاں پر کوئی بحث چھیڑنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ یہ ایک مستقل موضوع ہے جس پر صرف اُن ذہنیات وطبائع کی تسکین کے لیے بحث کی جا سکتی ہے جو دو آنکھوں میں سما جانے والی دنیا سے بلند تر پرواز نہیں کر سکتے۔ اور جنہیں وہ صدہا حقائق نظر نہیں آتے جن کا ہر ہر قدم پر یہ مطالبہ ہے کہ غیر مادی قوتوں کا اعتراف کیا جائے۔ بلکہ میں صرف اُن حضرات کے نقطۂ نظر کے سایہ میں بحث کا آغاز کرنا چاہتا ہوں جو عبرتناک تاریخی واقعات کو عذاب الٰہی تسلیم کرتے ہوئے صرف خرق عادت یا قوانین فطرت کے تحت ہونے میں اختلاف رکھتے ہیں۔ شاید یہاں یہ بتا دینا بھی زیادہ مناسب ہوگا کہ قوانین فطرت کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تسلیم کرنے والوں کے اُس طبقہ کو بھی میں درخور اعتنا قرار دینے سے انکار کرتا ہوں جو طبیعاتی اکتشافات سائنٹفک تحقیقات مغربی ذہنیت اور مغربی تمدن سے اثر پذیر ہو کر قرآن کو اپنے علم وتحقیق کے تابع بنا دینا پسند کرتے ہیں۔ سر سیّد نے اپنی تفسیر قرآن میں یہ ہی روش پسند کی ہے حالانکہ اس انداز تحریر کو مدافعت تک بھی نہیں کہا جاسکتا بلکہ اُسے "سپر اندا ختن" سے ہی تعبیر کرسکتے ہیں۔ انسان کا شعور ذہنی اور اس کی تحقیقات ہنوز ارتقائی مراحل طے کر رہی ہے۔ اسی وجہ سے اُس کا ہر نظریہ "نظریۂ اضافیت" ہو کر رہ گیا ہے۔ نہیں کہا جاسکتا کہ آج کل کا علمی نظریہ کل تک مغالطات کی فہرست میں داخل نہیں ہوجائیگا۔ اس لیے خواہ مخواہ ایسی تاویل تلاش کرنا درست نہیں ہوسکتا جو اصل مفہوم سے کوئی وابستگی نہ رکھتی ہو۔ مثلاً اگر حضرت موسیٰ عصا کی ایک ضرب سے دریائے نیل کے درمیان راستہ پیدا کر لیتے ہیں تو اُسے سر سید کی طرح مد وجزر قرار دینا شکست خوردہ ذہنیت کی نمائش کے سوا کچھ نہیں۔ میرے نزدیک صرف وہ ہی تفسیر معنویت سے بہرہ اندوز کہلائی جاسکتی ہے جو نہ اسرائیلی روایات کا عکس ہو، نہ عقل انسانی سے دور تر، نہ قرآن کے اُس معنی سے مختلف ہو جو عرب کے لغت ومحاورہ، آیت کے سیاق وسباق اور معتبر حدیث نبوی کے تفسیری نکات سے پیدا ہو رہے ہوں، آج تک قرآن کی صدہا تفسیریں دنیا کے سامنے آچکیں مگر میرا خیال ہے کہ اب تک قرآن کے حقائق تفسیر کی تشنگی رکھتے ہیں

میں نے زیر بحث موضوع پر اسی نظریہ کے تحت قلم اُٹھایا ہے۔ میرے نزدیک یہ حقیقت ناقابل انکار حد تک قابل تسلیم ہے کہ خدا کا کوئی عذاب اور کوئی رحمت وبرکت اُن قوانین فطرت سے آزاد نہیں ہوتی جنہیں خود اُسی نے اپنے مظاہر وآیات کے لیے انتخاب کیا ہے۔ اگر فطرت کے موجودہ قوانین اُس کی تجلیات کا مظاہرہ کرسکنے سے قاصر ہوتے تو یقیناً موجودہ قوانین کی جگہ دوسرے قوانین کو دی جاتی۔ ہوسکتا ہے کہ ہمارا علم وتحقیق اُن قوانین تک رسائی نہ حاصل کرسکے جن کے

© rasailojaraid.com